مولانا قاضی محمد اطہر مبارکپوری بمبئی

فقیہات ومفتیات اور محدّثات

اسلامی اور دینی علوم میں مردوں کی طرح عورتوں نے پورا حصہ لیا ہے اور ان کی تعلیم و تدریس اور نشر و اشاعت میں ان کے دوش بدوش خدمات انجام دی ہیں خاص طور سے حدیث و فقہ میں عورتیں پیش پیش رہی ہیں، صحابیات تابعیات اور ان کے بعد بنات اسلام نے احادیث کی تدوین و ترتیب اور روایت میں نمایاں کام کیے ہیں۔ اسی طرح فقہ و فتویٰ میں ان کی شاندار خدمات ہیں اور بہت سے حفاظ حدیث اور ائمہ فقہ نے اپنی جلالت شان کے باوجود ان محدثات و فقیہات سے استفادہ کیا جو علم و فضل، روایت و درایت، تفقہ اور زہد و تقویٰ میں مشہور زمانہ رہی ہیں۔ امام ابن قیمؒ نے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جن صحابہ کرامؓ سے فقہی مسائل و فتاوے منقول و محفوظ کیے گئے ان کی تعداد ۱۳۰ سے زائد ہے ان میں مرد و عورتیں دونوں شامل ہیں۔ ان کے تین طبقات میں ہر طبقہ کی فقیہات و مفتیات کے نام درج کیے ہیں۔

طبقہ مکثرین وعلیا میں فقیہۂ امت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ شامل ہیں۔

طبقہ وسطیٰ میں ام المومنین ام سلمہؓ شامل ہیں۔

طبقہ سفلیٰ میں ام المومنین حضرت صفیہ، ام المومنین حضرت حفصہ ام المومنین ام حبیبہ، ام المومنین جویریہ، ام المومنین میمونہ، حضرت فاطمۃ الزہراء، ام عطیہ، اسماء بنت ابی بکر، ام شریک، ام الدرداء، عاتکہ بنت زید، فاطمہ بنت قیس، لیلیٰ بنت قانف، حولا بنت تویت، سہلہ بنت سہیل، ام سلمہ، زینب بنت ام سلمہ، ام ایمن، ام یوسف غامدیہ رضی اللہ عنہن۔

اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ یہ سنت الٰہیہ ہمیشہ جاری رہی کہ جس دور میں جس قسم کے علوم و فنون اور علماء و فضلاء کی ضرورت ہوئی اس میں مردوں کے علاوہ عورتوں کی بھی ایک بڑی تعداد نے پورے نشاط و انبساط کے ساتھ نمایاں خدمات انجام دیں۔

پہلی اور دوسری صدی ہجری میں پورے عالم اسلام میں احادیث و آثار کی روایت و تدوین کا سلسلہ شروع ہوا۔ اور دینی ضرورت کے پیش نظر ان کے ساتھ خصوصی اعتنا کیا گیا تو گھر کے باہر کی طرح گھر کے اندر بھی احادیث و آثار کو تلاش کر کے مدون و مرتب کیا گیا۔ صحابیات و تابعیات اور دیگر بناتِ اسلام نے اپنے اپنے خاندانوں کی بڑی بوڑھیوں سے احادیث کی روایت کر کے گھر کے مردوں تک یہ امانت پہنچائی۔

جن خواتینِ اسلام کے پاس احادیث کے مجموعے تھے ان کا پتہ چلا کر وہ مجموعے حاصل کیے گئے۔

چنانچہ حضرت عمرہ بنت عبدالرحمٰن انصاریہ مدنیہ کے مجموعۂ احادیث کے بارے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز نے حضرت ابوبکر محمد بن حزمؒ کو خاص طور سے تاکید کی کہ وہ اسے حاصل کر لیں۔

اور جن کے پاس حدیثیں محفوظ تھیں انھوں نے اپنے خاندان کے

لوگوں سے ان کی روایت کی۔یہی حضرت عمرہ انصاریہؒ جنھوں نے ام المومنین حضرت عائشہ اوراپنی بہن ام ہشام، حبیبہ بنت سہل، ام حبیبہ، حمنہ بنت جحش سے احادیث کی روایت کی تھی اور حضرت عمرہ سے ان کے صاحبزادے ابوالرحال اور محمد بن عبدالرحمٰن، پوتے حارثہ بن ابوالرحال دونوں بھتیجوں یحییٰ بن عبداللہ بن عبدالرحمٰن اور ابوبکر بن محمد عبدالرحمٰن اور ان کے بیٹے عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عبداللہ نے روایت کی۔

امام حسن بصریؒ کی والدہ خیرہ نے اپنی مولاۃ و مالکہ ام المومنین حضرت ام سلمہ سے روایت کی، اور ان سے ان کے دو صاحبزادے حسن بصری اور سعید بصری نے روایت کی۔

صفیہ بنت علیبہ عنبریہ نے اپنے دادا حرملہ بن عبداللہ عنبری اور دادی قیلہ بنت مخرمہ سے روایت کی۔ اور ان سے ان کے پوتے عبداللہ بن حسان عنبری نے روایت کی۔

رائطہ بنت مسلم نے اپنے والد مسلم سے اور ان سے ان کے بیٹے عبداللہ بن حارث انبری مکی نے روایت کی۔ فاطمہ بنت حسین بن علی ہاشمیہ مدنیہ نے اپنے والد ماجد حضرت حسینؓ، بھائی علی بن حسین زین العابدین، پھوپی حضرت زینب بنت حضرت علی اور دادی حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہم سے روایت کی اور ان سے ان کی اولاد میں سے عبداللہ، ابراہیم اور ام جعفر نے روایت کی۔ ام یحییٰ حمید بنت عبید بن رفاعہ انصاریہ مدنیہ نے اپنی خالہ کبشہ بنت کعب بن مالک سے اور ان سے ان کے شوہر اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ اور بیٹے یحییٰ بن اسحاق نے روایت کی۔ حکیمہ بنت امیمہ نے اپنی والدہ امیمہ بنت رقیقہ سے روایت کی۔ اسماء بنت یزید قیسیہ بصریہ نے اپنے چچازاد بھائی انس سے

روایت کی۔ حبیبہ بنت میسرہ سے ان کے غلام عطاء بن ابی رباح نے روایت کی حکیمہ بن اُمیہ بن اخنس نے حضرت ام سلمہ سے ان سے ان کے بیٹے یحییٰ بن ابوسفیان اخنسی نے روایت کی۔ ام الرائح رباب بنت ملیح ضبیہ بصریہ نے اپنے چچا سلمان بن عامر ضبی سے اور ان سے حفصہ بنت سیرین نے صدر اول اور بعد کے ادوار میں بنات اسلام کے ذریعہ خاندانی احادیث و آثار کی ترویج و اشاعت اس طرح ہوتی ہے۔ درحقیقت ان راویات و محدثات نے اپنے گھروں کو دارالحدیث اور دارالعلم بنا رکھا تھا۔

تحصیل حدیث کے لیے سفر

احادیث رسولؐ کی تلاش کے لیے محدثین نے عالم اسلام کی خاک چھانی بعد میں سند عالی کی طلب بھی ان اسفار کا سبب بن گئی۔ عورتوں میں بھی محدثات وراویات نے گھر بار چھوڑ کر دور دراز ملکوں کا سفر کیا اور اپنی صنفی حیثیت وصلاحیت کے مطابق غربت و بے وطنی کی زندگی بسر کر کے علم دین کی تحصیل کی ہے۔ ام حسین جحفہ بنت احمد محمیہ نے اپنے وطن نیشاپور سے بغداد کا سفر کر کے یہاں شیوخ و محدثین سے روایت کی چنانچہ ۳۹۶ھ میں شیخ ابوالحسن محمد بن محمد شروطی بغدادی نے ان سے بغداد میں روایت کر کے ان کی شاگردی کا شرف حاصل کیا۔

ام علی تقیہ بنت ابوالفرج غیث بن علی صوریہ بغدادیہ نے بغداد سے مصر جا کر مدتوں قیام کیا اور اسکندریہ میں امام ابوطاہر احمد بن محمد سلفی سے اکتساب علم کیا۔

زینب بنت برہان الدین ابراہیم بن احمد اردبیلیہ کی ولادت مکہ مکرمہ میں

ہوئی۔ ہوش سنبھالنے کے بعد انھوں نے اپنے چچا کے ساتھ بلادِ عجم کا سفر کیا اور بیس سال کے بعد مکہ مکرمہ واپس آئیں۔

زلیخا بنت الیاس الواعظ شہر غزنین کی رہنے والی تھیں۔ یہاں سے مکہ مکرمہ گئیں اور علماء و محدثین سے روایت کر کے کئی سال تک حرم محترم کی مجاورت کے بعد فارس کے شہر ساوہ چلی گئیں۔ اس سفر و اقامتِ حرم میں روایت و عبادت دونوں نعمتیں حاصل کیں۔ ام احمد فاطمہ بنت نفیس الدین محمد بن حسین مُلکِ شام کے شہر حماۃ کی رہنے والی تھیں۔ مصر و طرابلس کا سفر کر کے اپنے چچا سے روایت کی۔ ام محمد زینب بنت احمد بن عمر کا وطن بیت المقدس تھا۔ امام ذہبی نے ان کو المعمرۃ الرحلہ کے القاب سے یاد کیا ہے کیونکہ دور دراز ملکوں کا سفر کر کے تحصیل علم اور حدیث کی روایت میں مشہور تھیں اسی وجہ سے بعد میں دور دراز ملکوں کے طلباء حدیث ان سے روایت کرتے تھے۔

حرمین شریفین کا سفر اہل علم اور محدثین کے لیے بڑا پرکشش ہوتا تھا۔ فریضۂ حج کی ادائیگی مقامی اور بیرونی علماء سے ملاقات و استفادہ اور روایت کا موقع ملتا تھا بلکہ محدثین اس نیت سے حج و زیارت کا سفر کرتے کہ حرمین شریفین کے فلاں عالم سے روایت و رویت کی سعادت حاصل ہوگی۔ اس بارے میں بھی عالمات و محدثات نمایاں مقام رکھتی تھیں۔ حرمین میں قیام کر کے مجاورت و عبادت کے ساتھ افادہ و استفادہ کا بازار گرم کرتی تھیں۔

کریمہ بنت احمد مروزیہ خراسان کے شہر مَروہ کی رہنے والی تھیں مکہ مکرمہ میں مستقل اقامت و مجاورت اختیار کر کے ایک زمانے تک حدیث کا درس دیا۔ خطیب بغدادی نے مکہ ہی میں ان سے پانچ دن میں صحیح بخاری پڑھ کر

روایت کی۔ نیز امام سمعانی، ابن المطلب اور ابو طالب زینبی جیسے ائمہ حدیث نے ان سے صحیح بخاری کی روایت کی۔ بہت سی محدثات و راویات کسی مشہور امام حدیث اور شیخ وقت سے سماع و روایت کے لیے سفر کر کے ان کی خدمت میں حاضر ہوتی تھیں۔ چنانچہ ام محمد ہدیہ بنت علی بن عسکر ہراس مقدسیہ نے امام زبیدی سے روایت کے لیے ان کے وطن کا سفر کیا۔ امۃ الرحمٰن ست الفقہا بنت شیخ تقی الدین صرف جزء بن عرفہ کے سماع کے لیے شیخ عبد الحق کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ عائشہ بنت محمد حرانیہ نے امام زین الدین عراقی اور امام بلخی سے روایت کے لیے ان حضرات کی درس گاہ کا سفر کیا۔

عام طور سے ان تعلیمی اسفار میں طالبات کی صنفی حیثیت و ضرورت کا پورا خیال رکھا جاتا اور ان کی راحت و حفاظت کا پورا اہتمام ہوتا تھا۔ خاندان اور رشتہ کے ذمہ داران کے ساتھ ہوتے تھے۔ فاطمہ بنت محمد بن علی لمینۃ اندلس کے مشہور محدث ابو محمد باہی اشبیلی کی بہن تھیں۔ اپنے بھائی کے ساتھ رہ کر طالب علمی کی۔ دونوں نے بعض شیوخ و اساتذہ سے حدیث کی روایت کی اور اجازت لی۔

شمس الضحیٰ بنت محمد بن عبد الجلیل عالمہ فاضلہ اور عابدہ زاہدہ خاتون تھیں انھوں نے شیخ الطریقت شیخ ابو النجیب سہروردیؒ کی خدمت میں رہ کر زہد و تصوف کی تلقین و تربیت پائی۔

محدثین کی طرف سے محدثات کو اجازت

طالبات و عالمات کے علمی اور دینی ذوق و شوق اور ان کی سفری مشکلات کے پیش نظر بہت سے شیوخ و اساتذہ نے ان کو اپنی طرف سے

حدیث کی روایت کی اجازت دے دی ہے ۔ محدثین کے نزدیک اجازت کی صورت یہ ہوتی کہ شیخ اپنے سماع و روایت کے اصل نسخہ کو یہ کہہ کر اپنی تلمیذہ کو دے کہ فلاں محدّث اور راوی سے میری مسموع یا مروی احادیث ہیں تم ان کو میری طرف سے روایت کرو یا میں نے تم کو اپنی طرف سے ان کی روایت کی اجازت دی۔

بسااوقات کسی ملک اور شہر کے طالب علم اور محدّث کو دوسرے ملک کے شیوخ تحریری اجازت دیتے۔

اُمّ الخیر جویریہ بنت قاضی زین الدین طبریہ مکیہ کو مختلف بلاد و امصار کے علماء و محدثین نے اپنی مرویات کی اجازت سے نوازا تھا۔ مصر سے محمد بن قوّاح ابن عالی۔ دمیاطی ابن کشتغدی نے دمشق سے احمد بن علی جزری نے اجازت دی۔

مسندات

محدثات میں بہت سی بڑے پایہ کی عالمات و فاضلات گذری ہیں جن سے علما و محدثین نے سند لی۔ ان میں چند مسندات یہ ہیں۔

ام محمد اسماء بنت محمد بن سالم بن ابی مواہب ام محمد فاطمہ بنت ابراہیم ام عبداللہ زینب بنت احمد بن عبدالرحیم قدسیہ (مسندۃ الشام)، کریمہ بنت عبدالوہاب ابن علی بن خفر قرشیہ زبیریہ (مسندۃ الملکہ)، فاطمہ بنت احمد بن قاسم حرازیہ۔

علمی دینی القاب

مردوں کی طرح عورتیں بھی بڑے بڑے علمی دینی القاب و خطابات

سے نوازی گئیں ذیل میں چند بناتِ اسلام کے القاب درج کیے جاتے ہیں علمائے اسلام نے ان کی علمی و دینی قیادت و امامت کو تسلیم کیا ہے۔

ستّ[1] الاجناس۔ موفقیہ بنت عبدالوہاب بن عتیق وردان مصریہ۔

ست الاہل۔ ام احمد بنت علوان بن سعید بعلبکہ۔

ست الشام۔ خاتون اخت الملک العادل۔

ست العرب۔ ام الخیر بنت یحییٰ بن قانماز کندیہ دمشقیہ۔

ست الفقار۔ شریفہ بنت خطیب شرف الدین احمد بن محمد دمشقیہ۔

ست الملوک۔ فاطمہ بنت علی بن علی بن ابی بدر بغدادیہ

ست الناس کمالیہ بنت احمد بن عبدالقادر مرادیہ۔

تاج النساء بنت رستم۔ شرف النساء امۃ اللہ بنت احمد بن عبداللہ بن علی

فخر النساء شہدہ بنت احمد ابن عمر ابریہ بغدادیہ۔

شیخہ ام عبداللہ حبیبہ بنت خطیب عزالدین ابراہیم مقدسیہ۔

شیخہ ام زینب فاطمہ بنت عباس بغدادیہ۔

شیخہ ام الفضل صفیہ بنت ابراہیم بن احمد مکیہ۔

سند عالی

روایتِ حدیث میں سند عالی کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ علوی سند کی کئی صورتیں ہیں مثلاً کسی سند میں رواۃ حدیث دوسری سند سے کم ہوں جس کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک سلسلۂ روایت مختصر اور قریب ہو۔ یا کسی امام یا کسی کتاب کی روایت میں قربت ہو۔ محدثین نے اس فضیلت

[1] ست بمعنی سیدہ ہے۔

کے لیے دور دراز علاقوں کا سفر کیا ہے سند عالی رکھنے والے محدثین کی درس گاہ میں طلباء حدیث کا ہجوم رہا کرتا تھا۔ مردوں کی طرح بہت سی محدثات (عورتوں) نے بھی سند عالی کی فضیلت حاصل کی اور ان کے دروں پر بھی طلبۂ حدیث جوق در جوق آئے۔ فاطمہ بنت دقاق کے بارے میں امام ذہبی نے لکھا ہے۔ (وہ بڑی قدر و منزلت کی مالکہ تھیں اور ان کی اسناد عالی تھیں۔ اپنے زمانے میں عابدات میں ممتاز حیثیت رکھتی تھیں۔

اور ام المؤیذ زینب شعریہ نیشاپوریہ کے متعلق تصریح کی ہے (ان کے انتقال سے سند عالی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

ام محمد زینب بنت احمد بن عمر مقدسیہ، مسند دارمی، مسند عبد بن حمید اور کتاب الثقفیات کی سند عالی میں منفرد تھیں۔ اس لیے طلبۂ حدیث نے ان کتابوں کی روایت کے لیے ان کی درس گاہ کا سفر کیا اور دور دور سے حاضر ہو کر ان سے سند حاصل کی۔ انھوں نے خود نیشاپور سے مصر اور مدینہ منورہ آکر ان کتابوں کی روایت کی تھی۔

احادیث یا کتب احادیث میں منفردات

مردوں کی طرح عورتیں بھی بعض احادیث یا کتب احادیث کی روایت میں اپنے زمانہ میں منفرد ہوتی تھیں اور دوسروں کے یہاں ان کی روایت نہیں تھی۔ اس تفرد کی بنا پر طلبۂ حدیث (مردوں) نے ان محدثات و شیخات سے روایت کی۔ مسندۃ الشام ام عبد اللہ زینب بنت کمال الدین مقدسیہ کا شمار ایسی ہی محدثات میں تھا۔

صفیہ بنت عبد الوہاب کے متعلق لکھا ہے۔ وہ بہت سی احادیث کی

روایت میں اپنے زمانہ میں تنہا تھیں۔ ام الفضل بی بی بنت عبد الصمد ہرثمیہ ہرویہ کے پاس احادیث کا ایک جزو (مختصر سا مجموعہ) تھا جو ان ہی کی نسبت سے مشہور تھا۔ انھوں نے اس کی روایت عبد الرحمٰن بن ابو شریح سے کی تھی۔

تحدیث و روایت اور اس کے طریقے

محدثات اسلام جس طرح طلب علم میں سفر ہو یا حضر شرعی احکام کی پابند اور اپنے صنفی تقاضوں کا پورا خیال رکھ کر شریعت و نسوانیت کی حدود میں رہیں خاص طور سے حجاب اور پردہ کے بارے میں ان کا رویہ بہت سخت رہا۔ عاصم بن سلیمان الاحوالی کا بیان ہے کہ ہم حفصہ بنت سیرین کی خدمت میں حاضر ہوتے تو وہ اپنی چادر کو سنبھال کر چہرہ پر نقاب ڈال لیتی تھیں ہم ان سے عرض کرتے تھے آپ یہ تکلفات کیوں کر رہی ہیں؟ آپ جیسی عمر رسیدہ خواتین کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَالْقَوَاعِدُ مِنَ النِّسَآءِ اللَّاتِیْ	جو بڑی بوڑھی عورتیں گھروں
لَا یَرْجُوْنَ نِکَاحًا فَلَیْسَ	میں بیٹھنے والی ہیں جن کو توقع
عَلَیْهِنَّ جُنَاحٌ اَنْ یَّضَعْنَ	نہیں رہی نکاح کی ان پر گناہ نہیں
ثِیَابَهُنَّ غَیْرَ مُتَبَرِّجَاتٍ	ہے کہ اتار رکھیں اپنے کپڑے بشرطیکہ
بِزِیْنَةٍ۔	اپنی زیب و زینت ظاہر کرنے
	والی نہ ہوں۔

تو وہ ہم سے دریافت کرتی تھیں کہ اس آیت کے بعد کیا فرمایا گیا ہے؟ اور جواب میں ہم یہ آیت سناتے۔ وَاَنْ یَّسْتَعْفِفْنَ خَیْرٌ لَّهُنَّ۔ (ترجمہ) اور اگر وہ اس سے بچیں تو ان کے حق میں بہتر ہے۔

سماع یعنی استاد اپنے شاگرد کو احادیث سنائے اور شاگرد سنے۔ بناتِ اسلام نے یہ طریقہ اپنے اعزہ واقارب اور خاندان والوں کو درسِ حدیث دیتے ہوئے اختیار کیا ہے۔

قرأۃ یعنی شاگرد اپنے استاد کے سامنے حدیث پڑھے اور استاد کے ساتھ طلبہ کی جماعت بھی سنے ایسی صورت میں گویا پوری جماعت استاد کے سامنے پڑھ رہی ہے۔ اور وہ سن رہا ہے۔ اس طریقہ کو قرأۃ علی الشیخ اور عرض بھی کہتے ہیں۔ عام طور سے محدّثات وشیخات نے اپنے تلامذہ کو اسی طریقہ سے حدیث کا درس دیا ہے۔ وہ پس پردہ ہوتی تھیں اور ان کا کوئی رشتہ دار یا محرم قرأت کرتا تھا۔ امام ابوالقاسم نے بیان کیا ام الفضل ہبۃ العزیز بنت احمد نے ہم سے یوں حدیث بیان کی کہ ان کے بھائی ابوذران کے سامنے پڑھ رہے تھے۔

امام تقی الدین فارسی مکیؒ صاحب العقد الثمین نے زینب بنت قاضی مکہ کمال الدین سے مقام بدر میں حدیث کا سماع کیا تھا۔

زینب نے مقام بدر میں اپنے شوہر قاضی جمال الدین ظہیرہ کی موجودگی میں ہم سے کچھ حدیثوں کی روایت کی (المنتظم)

محدّثات کی درس گاہوں میں طلبہ حدیث کا ہجوم

ان محدّثات وشیخات سے شرف تلمذ حاصل کرنے کے لیے دور دراز ملکوں سے طلبۂ حدیث جوق درجوق حاضر ہوتے تھے اور ان سے روایت کو اپنے مفاخر ومحاسن میں شمار کرتے تھے نہ صرف طلبہ بلکہ ائمہ حفاظ حدیث اکثر فیض یاب ہوتے تھے۔

ام محمد زینب بنت احمد بن عمر مقدسیہ نوے سال کی عمر تک حدیث کا درس دیتی رہیں اور مختلف ملکوں کے طلبہ ان کی درس گاہ میں حاضر ہوتے رہے اور خود بھی مختلف شہروں میں جاکر درس دیا۔ امام ذہبی نے ان کے حالات میں لکھا ہے طلبہ نے ان کے یہاں سفر کیا خود انھوں نے مصر و مدینہ منورہ میں درس دیا۔ ام احمد زینب بنت مکی حرانیہ نے چورانوے سال کی عمر تک حدیث کا درس دیا۔

شیوخ محدثین کو عورتوں کی اجازت

امام تقی الدین فارسی مکی نے لکھا ہے کہ ام محمد سیدہ بنت شیخ رضی الدین نے ہمارے شیخ حافظ زین الدین عبدالرحیم عراقی کو روایت کی اجازت دی۔

ام محمد عائشہ بنت ابراہیم دمشقیہ نے امام برہان الدین ابراہیم بن احمد شامی کو اجازت دی۔

محدّثات کا درس مختلف شہروں میں

خلدیہ بنت جعفر بن محمد بغدادیہ ایک مرتبہ عجم کے سفر پر نکلیں تو مقام دینور میں ان سے خطیب ابوالفتح منصور ربیعہ زہری نے حدیث کی روایت کی سلطان صلاح الدین ایوبی کی پوتی شہزادی فاطمہ بنت الملک المحسن احمد بھی محدثہ تھیں۔

علم حدیث میں محدّثات کی تصانیف

امام ذہبی نے عجیبہ بنت حافظ محمد بن ابوغالب باقداریہ بغدادیہ کے

بارے میں لکھا ہے کہ انھوں نے اپنے اساتذہ وشیوخِ حدیث کے حالات دس جلدوں میں لکھے تھے۔ ام محمد فاطمہ بنت محمد خطیبہ اصفہانی کو تصنیف وتالیف کا بڑا اچھا سلیقہ حاصل تھا۔ انھوں نے بہت سی عمدہ عمدہ کتابیں لکھی ہیں امام فارسی نے تصریح کی ہے! وعظ گوئی میں ان کو اچھا ملکہ حاصل تھا الرموز من الکنوز تقریباً ۵ جلدوں میں ہے۔ عائشہ بنت عمارہ بن یحییٰ افریقہ کے شہر بُجایا کی رہنے والی تھیں۔ ان کا خط نہایت پاکیزہ اور خوبصورت تھا۔ ایک کتاب ۱۸ جلدوں میں نقل کی تھی عورتوں کی کتب مرویات پر مردوں کی کتب تخریج۔ امام فارسی نے ام الفضل خدیجہ بنت تقی الدین علی بن ابی بکر طبریہ مکیہ کے حالات میں لکھا ہے کہ ان کی احادیث پر تخریج کی گئی۔

محدّثات کی فقہ وفتاوے

امام ابن قیم نے، بائیس صحابیات کی جو فقہ وفتویٰ میں مشہور تھیں تصریح کی ہے۔ شیخ علاء الدین حنفی فقیہ سمرقندی م ۵۳۹ھ مصنف تحفۃ الفقہا کی صاحبزادی فاطمہ فقیہہ جلیلہ تھیں ان کے شوہر شیخ علاء الدین کاسانی ۵۸۷ھ نے تحفۃ الفقہا کی شرح البدائع والصنائع لکھی ہے شرح کے لکھنے کے دوران شوہر سے کوئی غلطی ہو جاتی تو وہ اس کی تصحیح کرا دیتیں۔ فتاوے پر فاطمہ، ان کے والد اور شوہر تینوں کے دستخط ہوا کرتے تھے۔

امۃ الواحد ستینہ بنت قاضی حسین بن اسمٰعیل محاملی نے قرآن وفقہ کو زبانی یاد کیا تھا فقہ شافعی میں کمال حاصل کیا۔ شیخ علی بن ابی ہریرہ کے ساتھ فتویٰ دیا کرتی تھیں۔ امۃ الرحمٰن بنت شیخ تقی الدین بن ابراہیم بن علی واسطی

فقہ وفتویٰ میں شہرت رکھتی تھیں۔ ست الفقہا کے لقب سے یاد کی جاتی تھیں۔ ام زینب فاطمہ بنت عباس بغدادیہ، شیخہ، عالمہ، فقیہہ، زاہدہ، قانتہ اور خواتین زمانہ کی سیّدہ تھیں۔

محدّثات عورتوں میں حفظ قرآن، تجوید وتفسیر

حفصہ بنت سیرین نے بارہ برس کی عمر میں قرآن کریم کو مع اس کے معانی کے حفظ کر لیا تھا۔ تجوید وقرأت میں بھی مہارت رکھتی تھیں۔ ہشام راوی کا بیان ہے۔ جب کبھی ان کے بھائی محمد بن سیرین کو قرأت کے بارے میں کوئی شبہ پڑ جاتا تو اپنے شاگردوں سے کہتے کہ جاؤ حفصہ سے پوچھو کہ وہ اسے کیسے پڑھتی ہیں۔ حفصہ ہر رات میں نصف قرآن پڑھتی تھیں۔ فاطمہ نیشاپوریہ مشہور مفسّرہ فہم قرآن میں کلام کرتی تھیں۔ ابن ملوک نے حضرت ذوالنون مصری سے پوچھا کہ یہ عورت کون ہے۔ انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء میں سے ایک ولیہ ہے اور میری استاد ہے۔ میمونہ بنت ابی جعفر مدنیہ مشہور قاریہ نجودہ تھیں یہ فن اپنے والد سے سیکھا تھا۔ امام القراء ابن جزری نے اپنی صاحبزادی سلمیٰ کے بارے میں لکھا ہے کہ انھوں نے قرأت سبعہ میں قرآن مجید حفظ کیا ہے۔ قرأت عشرہ کی تعلیم بھی اصول کے مطابق حاصل کی ہے۔ اس زمانے میں کوئی مرد بھی ان کی ہمسری نہیں کر سکتا تھا۔

زبیدہ خاتون زوجہ خلیفہ ہارون رشید عباسی کے محل میں ایک ہزار باندیاں قرآن مجید پڑھا کرتی تھیں۔ شہد کی مکھیوں کی طرح ان کی آواز سنائی دیتی تھی۔

مغل بادشاہ شاہ جہاں کی پوتی شہزادی شادخانم نے خط ریحان میں کمال متانت سے ایک قرآن کریم لکھا تھا اور خط رقاع میں اپنا نام ونسب

تحریر کیا تھا۔

عورتوں کا وعظ و تذکیر

حضرت امام حسن بصری کی والدہ خیرہ عورتوں کے مجمع میں وعظ سنایا کرتی تھیں۔ معاذہ بنت عبداللہ تابعی حضرت صلہ بن اشیم کی زوجہ بڑی عابدہ زاہدہ عالمہ فاضلہ خاتون تھیں۔ عورتوں کو وعظ بھی سنایا کرتی تھیں۔ امام ذہبی نے لکھا ہے ام الحکم عائشہ بنت محمد بغدادیہ الواعظ نہایت بزرگ تھیں اور عورتوں کو وعظ سنایا کرتی تھیں۔ ام احمد زلیخا بنت الیاس غزنویہ کے بارے میں امام فارسی نے لکھا ہے کہ وہ خرقہ پہن کر عورتوں کے گھروں میں جایا کرتیں اور وعظ کہتی تھیں۔ ام زینب فاطمہ بغدادیہ بنت عباس شیخہ، عالمہ، محدثہ، زاہدہ کے وعظ و تذکیر سے بغداد، دمشق، مصر کی عورتوں کو بڑا فیض پہنچا۔ سیدہ خواتین دوراں کے لقب سے مشہور تھیں۔ امام ذہبی نے لکھا ہے وہ زبردست عالمہ قانعہ اور تعلیم و تذکیر کے ذریعہ نفع رسانی کی حریص تھیں اخلاص و خوفِ خدا بہت زیادہ تھا امر بالمعروف نہی عن المنکر کا فریضہ بھی انجام دیتی تھیں۔ گناہوں سے توبہ کا عورتوں کی رشد و ہدایت تزکیۂ نفس کا کام بھی بہت سی بنات اسلام کے نفوس قدسیہ کی برکت سے پیدا ہوا۔ ام احمد زلیخا غزنویہ نے خرقہ پوشی میں زندگی بسر کی ابن جوزی نے لکھا ہے ان کی خانقاہ تھی جس میں عابد زاہد عورتیں جمع ہوا کرتی تھیں۔ تاج النساء بنت رستم اصفہانیہ نے مکہ مکرمہ میں مجاورت و اقامت اختیار کی تھی بقول امام تقی الدین فارسی کی وہ مکہ کی صوفیہ میں سب سے آگے تھیں۔ صفیہ بنت ابراہیم کے بارے میں لکھا ہے کہ وہ مکہ و مدینہ میں صوفیات کی شیخہ اور فقراء کی خادمہ تھیں۔

صفیہ بنت ابراہیم حرمین شریفین کی عابدات و زاہدات اور صوفیات کی مرشدہ تھیں۔ اصلاح و تربیت کی خدمت بھی انجام دیتی تھیں۔ مرد فقراء، عباد، زہاد کی بھی خدمت کرتی تھیں۔ فاطمہ بنت محمد قسطلانیہ مکیہ محدثہ صوفیہ نے خرقہ تصوف شیخ نجم الدین تبریزی سے پہنا تھا۔ جن اعیان و محدثین نے ان سے پڑھا ان کو انھوں نے خرقہ تصوف پہنایا۔

فاطمہ بنت عبدالرحمٰن حرانیہ کے بارے میں خطیب بغدادی اور ابن جوزی کا بیان ہے وہ صوفیہ کے لقب سے مشہور ہیں چونکہ وہ صوف (اونی کمبل) ہی پہنتی تھیں۔ ساٹھ سال سے زائد مدت تک اپنے مصلے پر بلا بستر کے سوتیں۔

عورتوں کے مدرسے و خانقاہیں چوتھی صدی تک گھروں ہی میں تعلیم و تربیت کے مراکز تھیں جب مدرسوں کا سلسلہ قائم ہوا تو انھوں نے بھی نسوانی مدرسے قائم کیے۔

اندلس کی مشہور عالمہ فاضلہ عالمہ بنت محمد عورتوں کو ہر قسم کی تعلیم دیتی تھیں۔ المعلمہ کے لقب سے مشہور تھیں۔ مریم بنت ابو یعقوب شلبیہ حاجہ مشہور تھیں۔ دونوں کے زنانہ مدارس تھے۔

ام الحسین بنت قاضی مکہ شیخ شہاب الدین طبری نے مکہ مکرمہ میں بہت رفاہ عام کے کام کیے۔ امام فارسی نے لکھا ہے کہ ام الحسین نے مکہ میں تعلیم کا مدرسہ بنایا تھا۔

سلطان صلاح الدین ایوبی کی بہن شہزادی ربیعہ خاتون عالمہ، فاضلہ تھیں۔ ملک شام کے مقام جبل میں ایک عظیم الشان مدرسہ تعمیر کیا تھا اسی مدرسہ کے صحن میں دفن ہوئیں۔

سلطان اتابک زنگی کی پوتی شہزادی ترکان بنت سلطان مسعود نے حلب

میں مدرسہ بنوایا اسی میں دفن ہوئیں۔

عورتوں کے ایصال ثواب کے لیے ان کے ورثاء نے مدارس تعمیر کرائے۔

مکہ مکرمہ میں مدرسہ قاتی بائی سلطان قاتی بائی والیٔ مصر کے حکم سے مذاہب اربعہ کی تعلیم کیلیے قائم کیا گیا جس کیلیے ایک فقیرہ عورت نے اپنا مکان پیش کیا۔
شریفہ شمشیہ نے باب السلام و باب النبی کے درمیان یتیموں کے لیے ۷۲ کمرے تعمیر کرائے تھے۔

عورتوں کی تعمیر کردہ خانقاہیں، رباطیں، سرائیں جن میں عابدات، زاہدات، صوفیات سکون و اطمینان سے زہد و تقوی اور احسان و تصوف کی زندگی بسر کرتی تھیں۔

زہرہ بنت محمد صالحہ صوفیہ نے دمشق میں رباط الزہرہ بنا کر اس کے قریب سکونت اختیار کی اپنی خانقاہ کی عورتوں کو فیض پہنچایا۔
مکہ مکرمہ میں خواتین نے بہت سی رباطیں اور خانقاہیں تعمیر کرائی تھیں جن میں عابدات زاہدات کے لیے ہر طرح کا انتظام تھا۔
امام تقی الدین فارسی مکی کی شفاء الحرام میں ایسی خانقاہوں کا تذکرہ ہے۔ خلیفہ قفندی عباسی کی قہرمانہ نے ۴۹۲ھ میں رباط فقاعیہ تعمیر کرائی تھی جو ایسی بیواؤں کے لیے وقف تھی جن کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا تھا۔ شیخ قطب الدین قسطلانی کی والدہ نے مکہ کی دیگر خواتین کے ساتھ مل کر ایک ایسی رباط تعمیر کرائی جس میں بے سہارا بے وطن دیندار رہتی تھیں۔ رباط بنت التاج ان خواتین کے لیے وقف تھی جو اپنے وطن سے آکر مکہ مکرمہ میں عبادت و ریاضت میں مشغول رہتی تھیں۔ ان رباطوں اور خانقاہوں میں رہنے والی عورتیں تعلیم

حاصل کرتی تھیں۔

دار ارقم مکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کی پہلی درس گاہ و پناہ گاہ ہے اسمیں زبیدہ خاتون نے دوبارہ دار زبیدہ کے نام سے درس گاہ قائم کی۔ ۵۰۰ھ میں خلیفہ مستفی عباسی کی باندی طالب الزماں حبشیہ نے دار زبیدہ کو خرید کر شافعی علماء و فقہا کے لیے وقف کیا۔
شاہی خواتین نے مکہ مکرمہ میں پیاسوں کے لیے سبیلوں کو قائم کرایا۔
ام الحسین نے مسعیٰ میں صوفیہ ام سلیمان نے جنت المعلیٰ کے قبرستان کے متصل زینب بنت قاضی شہاب الدین نے اپنے بھائی قاضی نجم الدین کی طرف سے سبیل السیدہ خلیفہ مقتدر عباسی کی والدہ نے سبیل جوخی صوفیہ ام سلیمان نے سوق اللیل میں عورتوں کے لیے ایک طہارت خانہ تعمیر کرا کر وقف کیا۔

عورتوں کے ذاتی اوصاف وکمالات

یہ عالمات، محدثات، فقیہات، مفتیات، صوفیات اور معلمات علم و فضل اور عمل و کردار کی دولت کے ساتھ جاہ و حشم، شان و شوکت، عفت و عصمت، عزم و حوصلہ، فہم و فراست، نظم و ضبط کے ذاتی اوصاف و کمالات بھی رکھتی تھیں۔ ام خلیل سجرۃ الدر حسن و جمال کے ساتھ ذکاوت، عقلمندی اور بہادری میں بھی مشہور تھیں۔ خدیجہ بنت شہاب الدین نویریہ مکیہ کے بارے میں تصریح ہے کہ یہ خاتون دینداری، پرہیزگاری، عفت و شرافت و کرامت اور عبادت میں بہت اونچا مقام رکھتی تھیں۔
مکہ مکرمہ کے قاضی خطیب کی صاحبزادی محدثہ زینب ہاشمیہ عزت و شرافت

اخلاق و مروت، بلند ہمتی میں یکتا تھیں۔ قاضی شیخ نجم الدین احمد کی صاحبزادی کمالیہ کی اولوالعزمی، عالی حوصلگی کے بارے میں ان کے شوہر شیخ خلیل مالکی نے فرمایا اگر وہ پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹانا چاہتی تو ہٹا دیتیں حضرت بشر حافی کی ہمشیرہ نے امام احمد بن حنبل سے فتویٰ پوچھا کہ ہم لوگ رات کو اپنی چھت پر سوت کاتتی ہیں۔ اسی اثنا میں پولس والوں کی مشعلیں ہمارے قریب سے گذرتیں ہیں ان کی روشنی ہم تک پہنچتی ہے تو کیا ان کی روشنی میں ہماری کتائی جائز ہے۔ امام صاحب نے ان سے دریافت کیا کہ تم کون ہو تو انھوں نے بتایا کہ میں بشر حافی کی بہن ہوں تو امام صاحب نے روتے ہوئے فرمایا تم ہی لوگوں کے گھر سے صحیح پرہیزگاری کا ظہور ہوتا ہے تم اس روشنی میں سوت نہ کاتو۔

پردے کا اہتمام۔ فاطمہ بنت نصر بن عطا۔ عابدہ، زاہدہ، عالمہ تھیں۔ ان کے حجاب کا یہ عالم تھا کہ زندگی میں صرف تین بار ضرورت کی وجہ سے گھر سے نکلیں۔ ام عبدالرحمٰن صفیہ بنت ابوالخیر مخزومیہ کے بارے میں تصریح ہے کہ وہ صرف حج کے مناسک کی ادائیگی کے لیے گھر سے نکلتی تھیں۔ ام کلثوم بنت قاضی جمال الدین قرشیہ مکیہ شادی کے بعد اپنے شوہر قاضی شہاب الدین احمد بن ظہیرہ کے ساتھ رہیں مگر ایک سال تک کسی دوسرے نے ان کا چہرہ نہیں دیکھا۔ ست الکل بنت ابراہیم جیلانیہ کی والدہ عائشہ خاتون کا مستقل قیام عدن میں تھا تجارتی سلسلے میں مکہ آتی جاتی تھیں حتیٰ کہ اسی دوران مکہ میں ان کا انتقال بھی ہوا مگر کبھی حجاب سے باہر نہیں ہوئیں نہ کسی اجنبی نے ان کا چہرہ دیکھا۔

بنات اسلام میں کئی ایک نے شادی نہیں کی پوری زندگی علم دین کے لیے وقف کر دی تھی۔

ام الکرام کریمہ بنت احمد مروزیہ مستقل مکہ مکرمہ میں رہتی تھیں۔ ائمہ حدیث نے ان سے صحیح بخاری کی روایت کی ہے زندگی بھر شادی نہیں کی۔

فاطمہ بنت سلیمان معمرہ محدثات میں سے ہیں نوے سال کی عمر میں وفات پائی تنہا رہیں شادی نہیں کی۔ شیخہ معمرہ حبیبہ بنت عزیز الدین مقدسیہ کیا نوے سال کی عمر میں فوت ہوئیں شادی نہیں کی۔

دنیا سے جانے کا منظر

ان خادمات اسلام کی مقبولیت اور ہردل عزیزی کا آخری منظر اس وقت قابل دید ہوتا تھا جب وہ دنیا سے جاتی تھیں۔

بغداد کی مشہور محدثہ زاہدہ فاطمہ بنت نصر کے جنازے میں اس قدر مسلمان شریک ہوتے کہ بھیڑ کے سبب جامع القصر کے مقصورے کی جالیاں نکالنی پڑیں اطراف تمام بازار، سڑکیں آدمیوں سے بھر گئیں۔ عید کے دن سے زیادہ مجمع ہوا۔ جنازہ میں علماء، ارکانِ حکومت و دولت بھی شریک ہوتے۔ اندلس کی محدثہ وفقیہہ، عابدہ وزاہدہ فاطمہ بنت یحییٰ کا قرطبہ میں فخرالنساء شہیدہ کا بغداد میں ام الخیر جویریہ کا مکہ مکرمہ میں جنازوں میں اتنا اژدہام رہا جس کی مثال کم ہے۔